

نحار بن ابی عبید الشقی

۱۸

(ڈاکٹر خورشید احمد فاروق ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی)

(۵)

اس صورت حال کو سمجھتے ہوئے مصعب نے ان لوگوں سے کہا کہ جب تک ہتھب اور اس کی
آزمودہ کار اور وفادار فوجیں ہمارے ساتھ نہ ہوں ہم مختار کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ نہیں کر سکیں گے
ہتھب نے بصرہ اور اہواز کے علاقوں کو خوار ج کی تباہ کاریوں سے جن کے مقابلہ میں اہل بصرہ
برابر ناکام ہوئے تھے نجات دلا کر اور ان کے ناقابل تسخیر جاننا زود ستوں کو ہر جگہ شکست دے کر
بڑا نام پیدا کر لیا تھا، مختار کے مقابلہ میں اس جیسے ماہر جنگ اور اس کے وفادار ازادی (ہتھب
قبیلہ) سے تھا۔ ادا اپنے قبیلہ والوں کی ایک بہادر فوج تیار کی تھی، فوجوں کا ہونا ضروری تھا اس
وقت وہ صوبہ گمان میں خواجه سے دست درگبیل تھا اور آمانہ چاہتا تھا مصعب کی تحریک سے
محمد بن اشعث کو نہ کہ قبائلی سردار (بغض نفیس ہتھب کو کوڑ کی جہم میں شرکت کی زنجیب دینے
گیا ہتھب نے تعجب سے پوچھا: ابو محمد ابن اشعث کی کنیت جو عربوں میں خطاب احترام تھی
کیا مصعب کو ہمارے علاوہ کوئی پیغامبر نہیں ملا؟ ابن اشعث نے کہا: اے ابو سعید ہتھب کی
کنیت (بجرا) میں بجریٰ عورتوں اور بچوں کے کسی کا پیغامبر ہو کر نہیں آیا ہوں؛ ہتھب اب مجبور ہو گیا
اس نے خوار ج کے کمانڈر قطری بن ثباجہ سے اٹھارہ ماہ کے لئے عارضی صلح کر لی اور اپنے پہلو
سپاہیوں کے ساتھ بصرہ آ گیا اب مصعب کا کمپ تیار ہونے لگا اس نے کوئی سردار دل کے
مشورہ سے ایک کوئی سردار کو کوڑ کے غیر شعی عناصر میں ابن زبیر کی خلافت کا اور محمد سے

۱۸/۲/۲۰۲۲ء، طبری، ۱۸/۲ میں یہ الفاظ اور ابن کو ہمارے مراد اور غلاموں نے ہم سے تعین کیا تھا

لڑنے کا پروپیگنڈہ کرنے بھیج دیا۔

نخار کو جب ان امور کا علم ہوا تو اس نے بجائے اس کے کہ خود اس پر حملہ آور ہو بصرہ پر حملہ کر کے وہاں کی جارحانہ قوت کو توڑنے کا فیصلہ کیا، بن زیاد عراق کی بھیج پر مارا جا چکا تھا ابن اشعث موصل کے صوبہ کا منتظم تھا اس کے ساتھ جو فوج گئی تھی وہ کوذہ والیس آگئی تھی نخار نے شیعوں میں گرمی جنگ پیدا کرنے کے لئے یہ تقریر کی ”سچے مذہب والو! در راست بازی کے معاوضہ کو ذروں کے مددگارو! اور رسول دال رسول کے شیعوں اور انے خدائی فوجدارو جو لوگ تمہاری تلوار سے بچ کر بھاگ گئے اپنے جیسے فاسقوں کے پاس گئے اور ان کو جنگ کے لئے آمادہ کیا تاکہ حق در استعزازی ماری جائے اور جھوٹ و باطل کا بول بالا ہو اور زمین پر اولیائے حق مغلوب ہوں، پس لڑنے کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ خدا تم پر رحم کرے اور احمر بن شعیب کی قیادت میں نکل کھڑے ہو“

چالیس ہزار شیعوں کا ایک لشکر (اخبار الطوال نے تعداد ساٹھ ہزار دی ہے) احمر بن شعیب کو قوال شہزاد بن کامل اور کسان ابو عمرہ دکانڈر کا فقط، یہی کمان میں بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور مقام مذکر پر کیمپ کیا مصعب کی فوجیں جن کے دو ممتاز جنرل مطلب متونی ۱۳۵ھ اور احنف بن قیس متونی ۱۳۶ھ تھے ہمدان کے قریب زدکش ہوئیں پھر دونوں لشکر دست در گریبان ہوئے، نخار کی فوجوں کو شکست ہوئی ان کے کمانڈر احمر بن شعیب اور ابن کامل مارے گئے شکست خوردہ فوج کوذہ کی طرف بھاگی، مصعب نے ان لوگوں کو لٹکا راجو کوذہ سے بھاگ کر آئے تھے: ”جاؤ اپنا انتقام لو! اور وہ ہر طرف سے شیعوں پر ٹوٹ پڑے“ ان کے علاوہ مصعب نے تیز گام رسالے مغرور بن کے تعاقب میں بھیجے جنہوں نے بری طرح ان پر چھاپے مارے نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس یا ساٹھ ہزار میں سے گھوڑ سواروں کی ایک مختصر جماعت کو ذہ پہنچ سکی باقی سب راستہ میں کھیت رہے۔

جنگ ہمدان نے نخار کے اقبال کی بنیادیں ہلا دیں اس کو قنبہ عسکری نقصان ہوا اس سے زیادہ اس کی اخلاقی حیثیت کو زک پہنچی، اب تک وہ نبی اور غیب دان تھا جس کے تصرف میں مافوق الانسان قوتیں تھیں، فرشتوں کے لشکر جس کے ساتھ لڑتے تھے جس کی بات ہمیشہ صحیح نکلتی تھی، جس کی روحانی

۱۸ اخبار الطوال ص ۳۲

قوت و کرامت ناقابل تسخیر خیال کی جاتی تھی، اس نے جب فوج بھیجی تھی تو اپنے الہامی انداز میں پیشین گوئی کی تھی کہ مصعب کی فوج کو شکست ہوگی اور کرسی کے روحانی معتبروں نے بھی کہا تھا کہ فتح ہوگی۔
 مختار کے الفاظ یہ تھے: ”قسم ہے اس خدا کی جس نے ابوالقاسم در رسول اللہ کی کنیت کو عزت عطا کی ^{سمط} ابن سلامتی کے ساتھ بصرہ میں داخل ہوگا، خدا کا یہ فیصلہ ٹل ہے، شک کرنے والا نامراد ہوگا، میں نے اس کے ساتھ ایک جھنڈا بھیجا ہے جس کو کسی ہاتھ نے کاٹا ہے نہ کسی نے والے نے بنا ہے۔ اس جھنڈے کو اس نے نہ کر کے ایک کپڑے میں باندھ کر مہر لگا دی تھی اور ابن شمیمط کو تاکید کی تھی کہ دن کے ایک مقررہ وقت پر اس کو کھولے پھر اس کا پھر ریا بنا دے، دشمن اس کی طرف دیکھتے ہی شکست کھا کر بھاگ جائے گا۔“

مکر و طبعیتوں پر جس قہر و اعتقاد کا رنگ چڑھتا ہے اس سے زیادہ جلد دھل جاتا ہے، اس شکست سے شیعوں پر ایک عام ذہنی اعتدال طاری ہو گیا، جب شکست کی خبر کو ذیابخی تو بعض فارسی مقتدین نے اس میں زبان فارسی کہا: ”ایں بار در دروغ گفت“ یعنی اس بار تو مختار کی پیغمبر گوی جھوٹی نکلی۔
 خود مختار کو اقبال کا تارہ عذاب ہوتا نظر آنے لگا لیکن وہ بڑے دل گردے کا آدمی تھا، جب اس کو جنگ کی تباہی کی خبر پہنچی تو اس کے پاس اس کا ایک دوست، ہم وطن اور ہم قبیلہ (ابن ابی عمیرؓ) بیٹھا ہوا تھا مختار نے اس کے کان میں کہا: ”بھد امیں نے غلاموں کو درموالی د غلام جو جنگ مذار میں کام آئے، اس طرح قتل کیا ہے کہ اس کی مثال آج سے پہلے نہیں سنی گئی پھر اس نے ایک ایک کر کے اپنے کار آزمودہ عرب جنروں مثلاً احمر بن شمیمط اور ابن کامل کے نام لئے اور ہنایت حسرت سے کہا کہ ان میں سے ہر ایک جنگ میں بڑے بڑے دستوں پر بھاری تھا، دوست نے کہا: ”واقعی مصیبت بڑی ہوناک ہے مختار فلسفی کے انداز میں بولا: موت تو اگر رہے گی میں نہیں سمجھتا ابن شمیمط کی موت سے زیادہ ابھی موت ہو سکتی ہو، شریفیوں کی موت کا کیا کہنا؟“

مختار نے آخری مقابلہ کی تیاری شروع کر دی: قلعہ اور مسجد جامع کو خوب مستحکم کیا، از سر نو ایک

دوسری فوج مسلح کی اور سامان خورد و نوش اور ہتھیاروں کے ذخیرے جمع کئے مُصعب نے جنگِ مندر سے فارغ ہونے کے بعد اپنی افواج کو چندے آرام کا موقع دیا پھر براہِ آپ کو فد کا رخ کیا انصار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے دشمن کی تیز حرکت کو روکنے کی ایک تدبیر نکالی اس نے دھلب کے ہلائی حصے پر ایک ڈام بندھوا کر بانی کا رخ بدل دیا، دریا کی زیریں حصے میں کشتیاں بانی رک جانے کی وجہ سے دھلب میں بھٹس گئیں اور ان کی پیش قدمی رک گئی لیکن یہ تدبیر زیادہ مؤثر ثابت نہیں ہوئی جہاں ڈام باندھا گیا تھا اس کی حفاظت کا مختار نے کوئی مناسب انتظام نہیں کیا، مُصعب نے ایک رسالہ ڈام توڑنے بھیجا اور پھر کشتیاں رواں ہو گئیں، مختار نے کوڈ سے ڈھیل کے فاصلہ پر بمقام حوردار جہاں سب سے پہلے خارج حضرت علیؑ سے ناراض ہو کر صقین سے دالسی پر فرود کش ہوئے تھے اپنا کیمپ لگایا اور دشمن سے مقابلہ کے لئے اپنی بہترین فوج کی ترتیب درست کی مُصعب نے اپنی فوجیں بائیں حصوں میں تقسیم کیں، کوڈ سے بھاگے ہوئے لوگوں کا محمد بن اشعث کا ٹھکانہ تھا دونوں فوجوں میں بڑی خور و جنگ ہوئی جس میں مختار کا نقصان بہت زیادہ ہوا، وہ برابر پیچھے ہٹتا گیا یہاں تک کہ رات ہوتے ہوئے وہ حدود کوڈ میں پہنچ گیا، یہاں اس نے انتہائی ہمدردی سے مُصعب کے اگلے دستوں پر شربِ خون مارے محمد بن اشعث مارا گیا اور اس کی کمان میں کوڈ کے جو بہادر تھے اکثر کھیت رہے۔ ان محکوموں میں حضرت علیؑ کے ارے عمر بھی مارے گئے ان کا قصہ یہ ہے کہ حجاز سے مختار کے پاس کسی منصب کی خاطر گئے تھے مختار نے نہ چلنے کیوں ان کے ساتھ بے التفاتی برتی اور پوچھا ابن الحنفیہ کا سفارشی خط لائے ہو؟ عمر نے انکار کیا تو مختار نے کہا؟ جاؤ دفع ہو میرے پاس تمہارے لئے کوئی بھلائی نہیں ہے عمر غصہ نفرت اور انتقام کا جذبہ لئے ہوئے مُصعب سے جا ملے، مُصعب نے ان کی بڑی خاطر تواضع کی بلکہ درہم کا عطیہ دیا، عمر کی وفاداریاں کلمۃ مُصعب کے ساتھ ہو گئیں۔ مختار کی فوجوں سے لڑنے ہوئے اپنا نے جان دی۔

رات کے پردہ میں مختار کی فوجیں میدان سے لوٹ آئیں۔ اس کے ساتھیوں کے حوصلے پست

۱۰/۱۰۰ نے واقعہ کی شہادت پردی ہے لا انساب ۶/۲۶۰ نے عمر کی جگہ عبید اللہ نام دیا ہے طبری ۱۲/۱۰۰ نے

یہی عبید اللہ لکھا ہے کہ اخبار الطویل ۳۱۲

ہو چکے تھے اپنی قوت کارکردگی اور فخار کی غیب دانی سے ان کا اعتقاد ہٹتا جا رہا تھا بصرہ کی فوجیں جب اپنے کمپ لوٹ گئیں تو انہوں نے فخار کو محصور ہو کر رہنے کا مشورہ دیا اس نے کہا میں محل چھوڑ کر اس لئے نہیں آیا ہوں کہ محل میں محصور ہو جاؤں، تاہم چونکہ دشمن پیچھے ہٹ گیا ہے چلو محل چلیں، فخار نے محسوس کر لیا کہ میری فوج کا دم خم ختم ہو چکا ہے۔

مصعب نے قلعہ کا محاصرہ کر کے شہر کی ناکہ بندی کر لی، اور سامان خورد و نوش کی محل میں درآمد پر کراہہ لگا دیا، اس نے فیصلہ کر لیا کہ یا تو فخار بلا شرط سہارا ڈال دے یا اس کو اور اس کی فوجوں کو بھگا مار ڈالا جائے شہر کے لوگ دریاے فرات کا پانی پیتے تھے کنوؤں کا پانی کھاری تھا پانی کی روک سے محصورین کی حالت نازک ہوتی گئی ایک مشک پانی کی قیمت ایک اور دو دینار تک پہنچ گئی، فخار روز محل سے نکل کر معمولی جعفر میں کر کے لوٹ جانا جب وہ اور اس کے دستے باہر نکلے تو اہل کوہدہ چھتوں پر سے پتھر کوڑا اور گندگیاں پھینکتے اور یا ابن دومہ فخار کی ماں کا نام دو دمہ تھا، یا ابن دومہ کی آوازیں لگاتے طبری کہتا ہے کہ اہل قلعہ بھوکوں مرنے لگے۔

چالیس دن تک فخار محصور رہا اس کی فوج میں دشمن کے مقابلہ کی تاب نہ تھی، وہ بہت کوشش کرتا مگر یس اور ایلیس کرتا، عزت و شرافت کا واسطہ دیتا لیکن ان میں حرارت جنگ پیدا نہ ہوئی عقیدت کا وہ جادو جو ان کی قوت ارادی پر حکمران تھا بے اثر ہو چکا تھا، جب وہ ان کی طرف سے مایوس ہو گیا تو اس نے خود دشمن سے لڑتے ہوئے جان دینے کا عزم کر لیا اس نے اپنی بیوی سے جو غالباً شہر میں تھی اپنے کفن کا سامان منگو ابھیجا، غسل کیا، جسم اسرار در ڈال دیا میں خوشبو لگائی اور انیس سو تین سالہ ساتھ محل سے نکل پڑا، چلنے سے پہلے اس نے اپنے ایک خلص ساتھی سائب سے کہا: چلو خاندانی شرافت کے لئے لڑیں، سائب نے تعجب سے پوچھا: لوگ تو یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ نے دین کی خاطر اہل بیت کی دعوت دی ہے، فخار نے کہا: میری جان کی قسم یہ بات نہیں ہے اہل بیت کی دعوت میں نے دنیا کی خاطر دی نہیں دیکھا کہ عبدالملک شام پر، ابن زبیر مجاز پر، مصعب بصرہ پر، سعد ہمدان

۴۸۰ ہجری طبری روایت داندی چالیس دن تک بکلتے چار ماہ کی مدت بیان کرتا ہے۔

پرد حسین کے قتل کے بعد سجدہ یا مہر پر قابض ہو گیا تھا طبری ۹/۳ پر قابض ہو گئے ہیں تو میں نے بھی ان کی تقلید کی کیونکہ میں ان میں سے کسی کے مقابلہ میں کم نہیں ہوں لیکن مجھے اپنے مقصد کے حصول میں انتقام حسین کی تحریک چلائے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی تھی ۱۰

یہ راز جس کے پردہ میں اس نے اپنے اقتدار کی تعمیر کی تھی منکشف کر کے اس نے گھوڑا اور زردہ کبوتر منگوایا، زردہ کبوتر بہن پر گھوڑے پر سوار ہوا اور حکم دیا کہ قلعہ کا دروازہ کھول دیا جائے بعض مویخ (مثلاً طبری ۵/۱۵۷) کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ صرف انیس جانا باز لٹکے تھے مصنف اخبار الطول کہتا ہے یہ چھ ہزار سے زیادہ تھی (یعنی کل فوج) جو دشمن کا قلعہ زری دیر مقابلہ کر کے قلعہ میں بھاگ گئی اور مختار کے ساتھ اس کے محافظ دست کے بن سوادمی رہ گئے، مصعب کا ایک رسالہ مختار اور قلعہ کے درمیان حائل ہو گیا اور وہ زری دیوار قلعہ لڑتا ہوا مارا گیا۔ ۱۴/۱ رمضان ۶۷۷ھ بقول طبری اور ۶۷۹ھ بقول مصنف انساب الاشراف۔

وہ چھ ہزار جو مختار کو جھوڑ کر قلعہ میں بھاگ گئے تھے دو ماہ تک محصور رہے یہاں تک کہ کھانے پینے کا سامان بالکل ختم ہو گیا۔ وہ اس شرط پر ہتھیار ڈالنے کے لئے تیار تھے کہ ان کی جان بخش دی جائے لیکن جان بخشی عربی دستور انتقام کے خلاف تھی ان سے بلا شرط ہتھیار رکھنے کا مطالبہ کیا گیا، بھوک سے مجبور ہو کر ان کو ایسا ہی کرنا پڑا۔ ان میں دو ہزار عرب (طبری ۹/۱۶۰) بتصریح واقعی تقریباً سات سو تھے اور چار ہزار غیر عرب، مصعب چاہتا تھا کہ عربوں کو معاف کر دیا جائے اور غیر عربوں کو مار ڈالا جائے اس نے اس باب میں احف بن قیس (قبیلہ نسیم کا عاقل ترین عرب جو بصروہ کی فوجوں کے ساتھ کمانڈ کی حیثیت سے آیا تھا) سے مشورہ کیا تو اس نے کہا کہ سب کو معاف کر دو کیونکہ خدا ترسی کا مقتضایہ یہ ہے، لیکن عام عربوں اور بالخصوص کوڈ کے ان عربوں نے جو مختار سے بھاگ کر لبرہ چلے گئے تھے اور جن کا خوف انتقام کی گرمی سے کھول رہا تھا اس مشورہ کی سخت مخالفت کی اور صاف صاف کہہ دیا کہ اگر

۱۰ اخبار الطول ص ۳۳۷ یہ روایت اخبار الطول کی ہے، طبری ۵/۱۵۷ کی تصریح کے مطابق مختار کے قتل کے دوسرے دن ہی اہل قلعہ نے ہتھیار ڈال دیے تھے یہ مصنف الامامہ والسیاست نے (۲/۲۶) ان کی تعداد آٹھ ہزار دی ہے ۱۱ اخبار الطول

ہماری وفاداری عزیز ہے تو ان کو تہ تیغ کر دیا جائے۔ چنانچہ ان کی گردن مار دی گئی۔

اب مصعب فخر کے گھروالوں کی طرف متوجہ ہوا، فخر کی ایک لڑکی کے علاوہ جس کے سر پر ہاتھ پیر کر وہ صلی اللہ علیہا المسیح کہا کرتا تھا اور کسی اولاد کا مورخوں نے ذکر نہیں کیا اس کی دو بیویاں تھیں ایک سمرہ ابن خباب کی بیٹی تھی، دوسری نھان بن بشیر الفزاری کی جن کو حضرت حسن سے مصالحت کے بعد معاویہ نے کوڈ کا گورنر مقرر کیا تھا ان دونوں سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ فخر کے جھوٹا و مفتری ہونے کی شہادت دیں سمرہ کی لڑکی ام ثابت نے یہ شہادت دے دی لیکن دوسری بیوی عیمرہ نے انکار کر دیا اور کہا میں تو کہتی ہوں وہ خدا کے نیک بندوں میں سے تھا، اس کو قید کر دیا گیا مصعب نے اپنے بھائی خلیفہ ابن زبیر کو لکھا کہ وہ فخر کو نبی کہتی ہے ابن زبیر نے اس کے قتل کا حکم لکھ بھیجا چنانچہ رات کے وقت کوڈ سے ہر ایک سپاہی نے اس پرتوار کے مین دار کر کے مار ڈالا، سردار پر وہ چیختی: ہائے میرے آبا، ہائے میرے رشتہ دارو!

فخر کی خارجی سیاست

ہم ادھر پڑھ چکے ہیں کہ ایک بار مشہور دانائے سیاست مغیرہ نے فخر سے کہا تھا کہ ایک سمجھدار معاملہ فہم شخص کے لئے اقتدار حاصل کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ خلافت اور انتقام اہل بیت کی تحریک جلائے اور اس میں کامیابی کے لئے موائی کو استعمال کرے۔ یہ الفاظ فخر کے دل میں پورست ہو گئے تھے۔ ہم فخر کی زندگی کے آخری سین میں خود اس کی زبانی پڑھ آئے ہیں کہ اس کا مقصد جاہ طلبی تھا اور اہل بیت کی تحریک اس مقصد کو حاصل کرنے کا ایک مضبوط آلہ کار تھی اس تحریک کے پردہ میں اس کے تقدس کو بڑھانے اور سادہ طبیعت لوگوں کے اعتقاد و مذہبی جوش کو کلینیت اپنے مقصد کا فائدہ بنانے کے لئے اس نے جو روحانی بہروپ اختیار کیا اس کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے اس کی خارجی سیاست میں بھی اس کی اس پالیسی کے سارے خود غالی نمایاں ہیں ذیل میں ہم ابن الحنفیہ، ابن الزبیر، اہل بصرہ اور شام سے اس کے تعلقات بیان کر کے اس کی ان جنگوں کا ذکر کریں گے جو اٹھارہ ماہ کے مختصر دور اقتدار میں جیسا کہ طبری وغیرہ کی رائے ہے یا ساٹھ مین سال میں جیسا کہ مصنف انساب الاشراف کا خیال ہے

لے قباہی سردار جس کو حکومت کی طرف سے کئی معزز عہدے ملے تھے مکہ انساب ۲۶۴، طبری ۱۵۸، انساب ۲۲۳

اس کو پیش آئیں۔

دال (الف) مختار کے ابن الخنفیہ سے تعلقات

مختار اہل بیت کی تحریک چلانے جب مکہ سے کوثر روانہ ہوا تو حضرت حسین کے چھوٹے بھائی ابن الخنفیہ (منوفی رحمہ اللہ) سے جو جنگ کر بلا میں شریک نہیں ہوئے تھے ملا اور ان سے کوثر کے شیعوں میں تحریک انتقام و خلافت اہل بیت چلانے کی اجازت مانگی لیکن ابن الخنفیہ نے جواب پسند نہ کیا اور بھائیوں کی سیاسی ناکامیوں کے پیش نظر سیاسی معاملات سے کنارہ کش ہو گئے تھے مختار کو ایک مبہم جواب دیا جس سے اجازت کی تصریح نہیں ہوتی تھی بھروسہ کی دعوت کے دوران میں کوثر کے قرار یعنی قرآن خوانوں کا ایک وفد ابن الخنفیہ سے تحریک مختار کی تصدیق کرنے جب آیا تب بھی انھوں نے اس تحریک کی صفات صاف تاہم نہیں کی بلکہ حسب سابق ابہام سے کام لیا اور گو کہ اس وفد نے مختار اور اہل کوثر کے سامنے غلط بیانی کی مختار کو حقیقت کا پتہ چل گیا تھا ابن الخنفیہ کی اس بے اتفاقی سے اس کو ڈر تھا کہ نہ جانے کس وقت اور کس مرحلہ پر ان کی طرف سے مخالفت ہو جائے یا وہ کوئی ایسی بات کر دیں جس سے اس کی تحریک اور اس پوزیشن کو جو ان کا نایبندہ ہونے کی حیثیت سے اس کو حاصل تھی کوئی نقصان پہنچ جائے اس لئے کوثر پر قبضہ کرنے کے بعد اس نے اپنی تحریک کا مرکز نقل ابن حنفیہ کی جگہ حضرت حسین کے رد کے علی کو بنانے کی کوشش کی چنانچہ اس نے بہت سارے پیادے اور سفیران کو بھیجے اور ایک دن وہ لینے والا خط لکھا جس میں اس نے کہا میں آپ کی خلافت کا چرچا کر رہا ہوں، میں آپ کا ہنایت مخلص وفد دار ہوں اور اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے ایجنٹ کی حیثیت سے آپ کے لئے بیعت خلافت لے لوں علی اس کی پالیسی سے اور مقاصد سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے انھوں نے نہ تو اس کے تحالف قبول کئے نہ خطا جواب دیا بلکہ مسجد نبوی میں جا کر بلا اس کو گالیاں دیں، اس کو کذاب و فاجر کہا جس کا مقصد اہل بیت کی محبت کے دعووں سے دنیا طلبی تھا۔

جب مختار علی سے مایوس ہو گیا تو اس نے ابن الخنفیہ کو سختے تحائف اور روپیے بھیجے اور اس قسم کا خط ان کو بھی لکھا جس کا علی کو لکھا تھا اور خلافت کے خوشنما وعدوں سے ان کی اخلاقی و دینی تائید چاہی،

لیکن علی ابن الحنفیہ کے آڑے آئے اور کہا: یاس کی چالیں ہیں جن کے ذریعہ وہ لوگوں کو اپنا مطیع بنانا چاہتا ہے اس کا ظاہر باطن ایک نہیں ہے بلکہ وہ تو اہل بیت کا دشمن ہے اور ضروری ہے کہ اس کی مکاری کا پول کھول دیا جائے اور علی الاطلاق لوگوں کو اس کے ہتھکنڈوں سے باخبر کر دیا جائے۔ ابن الحنفیہ مشورہ کے لئے ابن عباس سے ملے، ابن عباس (متوفی ۶۱۹ھ) حضرت علیؑ کے پوتے یا بچے سلا دور خلافت میں بصرہ کے گورنر رہے تھے، دراندیش آدمی تھے، ابن الحنفیہ نے ان سے غمار کی پیشکش اور علیؑ کی مخالفت کا تذکرہ کیا، ابن عباس نے کہا: تم ہرگز غمار کی مخالفت کا کلمہ زبان سے نہ نکالنا تمہیں کیا معلوم ابن زبیرؓ جنہوں نے مکہ میں اعلان خلافت کر دیا تھا، سے تمہاری کس طرح بنتی ہے۔ ابن الحنفیہ نے اس رائے پر عمل کیا اور غمار کے خلاف علی بن حسین کی تجویز کے علی الرغم برٹا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالا۔

ابن عباس کا مشورہ غمار کے دل کی آواز تھا وہ یہی چاہتا تھا کہ ابن الحنفیہ اس کے خلاف کچھ نہ کہیں اور وہ ان کے نام سے اپنی انگلیوں کی تعمیر کرتا رہے تاہم وہ برابر ان کو خوش کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس مشورہ کے لئے ابن عباس کا وہ دل سے ممنون تھا وہ اہل بیت سے تھے (۱۳۷ھ) ان کے خاندان نے بنو امیہؓ سیاسی اقتدار چھین کر عباسی خلافت قائم کی، جن کی اہمیت مذہبی و اجتماعی امور میں بالخصوص مسلم تھی اس لئے غمار کو ان کی اخلاقی تائید بھی عزیز تھی وہ ابن الحنفیہ کی طرح ان کو بھی باقاعدگی کے ساتھ سختے ستائے بھیجے لگا، اور اس کو ان کی اخلاقی تائید بہتہ حاصل رہی اس کی شہادت اس واقعہ سے ملتی ہے کہ اس کی موت کے بعد ابن زبیرؓ نے جب فاس کا نذرانہ سے اس کے قتل کا ان سے ذکر کیا تو ان کے خدوخال غم آلود ہو گئے؟ ابن زبیرؓ نے کہا تم کو ابن ابی عبیدہ کے قتل کا انوس ہے، تمہارے خیال سے وہ کذاب نہ تھا؟ ابن عباس نے جواب دیا ہم تو یہ نہیں کہہ سکتے وہ ہمارے دشمنوں سے لڑا ان سے ہمارے خون کا بدلہ لیا اور ہمارے دلوں کی آگ بجھائی؟ یہاں یہ بتا دینا مناسب ہے کہ ابن زبیرؓ اور اہل بیت میں سیاسی و خاندانی دشمنی تھی

نہ مروج الذہب حاشیہ تاریخ کامل ۱۵۵-۱۶/۱۵۷/۱۶۷/۱۶۸/۱۶۹/۱۷۰/۱۷۱/۱۷۲/۱۷۳/۱۷۴/۱۷۵/۱۷۶/۱۷۷/۱۷۸/۱۷۹/۱۸۰/۱۸۱/۱۸۲/۱۸۳/۱۸۴/۱۸۵/۱۸۶/۱۸۷/۱۸۸/۱۸۹/۱۹۰/۱۹۱/۱۹۲/۱۹۳/۱۹۴/۱۹۵/۱۹۶/۱۹۷/۱۹۸/۱۹۹/۲۰۰/۲۰۱/۲۰۲/۲۰۳/۲۰۴/۲۰۵/۲۰۶/۲۰۷/۲۰۸/۲۰۹/۲۱۰/۲۱۱/۲۱۲/۲۱۳/۲۱۴/۲۱۵/۲۱۶/۲۱۷/۲۱۸/۲۱۹/۲۲۰/۲۲۱/۲۲۲/۲۲۳/۲۲۴/۲۲۵/۲۲۶/۲۲۷/۲۲۸/۲۲۹/۲۳۰/۲۳۱/۲۳۲/۲۳۳/۲۳۴/۲۳۵/۲۳۶/۲۳۷/۲۳۸/۲۳۹/۲۴۰/۲۴۱/۲۴۲/۲۴۳/۲۴۴/۲۴۵/۲۴۶/۲۴۷/۲۴۸/۲۴۹/۲۵۰/۲۵۱/۲۵۲/۲۵۳/۲۵۴/۲۵۵/۲۵۶/۲۵۷/۲۵۸/۲۵۹/۲۶۰/۲۶۱/۲۶۲/۲۶۳/۲۶۴/۲۶۵/۲۶۶/۲۶۷/۲۶۸/۲۶۹/۲۷۰/۲۷۱/۲۷۲/۲۷۳/۲۷۴/۲۷۵/۲۷۶/۲۷۷/۲۷۸/۲۷۹/۲۸۰/۲۸۱/۲۸۲/۲۸۳/۲۸۴/۲۸۵/۲۸۶/۲۸۷/۲۸۸/۲۸۹/۲۹۰/۲۹۱/۲۹۲/۲۹۳/۲۹۴/۲۹۵/۲۹۶/۲۹۷/۲۹۸/۲۹۹/۳۰۰/۳۰۱/۳۰۲/۳۰۳/۳۰۴/۳۰۵/۳۰۶/۳۰۷/۳۰۸/۳۰۹/۳۱۰/۳۱۱/۳۱۲/۳۱۳/۳۱۴/۳۱۵/۳۱۶/۳۱۷/۳۱۸/۳۱۹/۳۲۰/۳۲۱/۳۲۲/۳۲۳/۳۲۴/۳۲۵/۳۲۶/۳۲۷/۳۲۸/۳۲۹/۳۳۰/۳۳۱/۳۳۲/۳۳۳/۳۳۴/۳۳۵/۳۳۶/۳۳۷/۳۳۸/۳۳۹/۳۴۰/۳۴۱/۳۴۲/۳۴۳/۳۴۴/۳۴۵/۳۴۶/۳۴۷/۳۴۸/۳۴۹/۳۵۰/۳۵۱/۳۵۲/۳۵۳/۳۵۴/۳۵۵/۳۵۶/۳۵۷/۳۵۸/۳۵۹/۳۶۰/۳۶۱/۳۶۲/۳۶۳/۳۶۴/۳۶۵/۳۶۶/۳۶۷/۳۶۸/۳۶۹/۳۷۰/۳۷۱/۳۷۲/۳۷۳/۳۷۴/۳۷۵/۳۷۶/۳۷۷/۳۷۸/۳۷۹/۳۸۰/۳۸۱/۳۸۲/۳۸۳/۳۸۴/۳۸۵/۳۸۶/۳۸۷/۳۸۸/۳۸۹/۳۹۰/۳۹۱/۳۹۲/۳۹۳/۳۹۴/۳۹۵/۳۹۶/۳۹۷/۳۹۸/۳۹۹/۴۰۰/۴۰۱/۴۰۲/۴۰۳/۴۰۴/۴۰۵/۴۰۶/۴۰۷/۴۰۸/۴۰۹/۴۱۰/۴۱۱/۴۱۲/۴۱۳/۴۱۴/۴۱۵/۴۱۶/۴۱۷/۴۱۸/۴۱۹/۴۲۰/۴۲۱/۴۲۲/۴۲۳/۴۲۴/۴۲۵/۴۲۶/۴۲۷/۴۲۸/۴۲۹/۴۳۰/۴۳۱/۴۳۲/۴۳۳/۴۳۴/۴۳۵/۴۳۶/۴۳۷/۴۳۸/۴۳۹/۴۴۰/۴۴۱/۴۴۲/۴۴۳/۴۴۴/۴۴۵/۴۴۶/۴۴۷/۴۴۸/۴۴۹/۴۵۰/۴۵۱/۴۵۲/۴۵۳/۴۵۴/۴۵۵/۴۵۶/۴۵۷/۴۵۸/۴۵۹/۴۶۰/۴۶۱/۴۶۲/۴۶۳/۴۶۴/۴۶۵/۴۶۶/۴۶۷/۴۶۸/۴۶۹/۴۷۰/۴۷۱/۴۷۲/۴۷۳/۴۷۴/۴۷۵/۴۷۶/۴۷۷/۴۷۸/۴۷۹/۴۸۰/۴۸۱/۴۸۲/۴۸۳/۴۸۴/۴۸۵/۴۸۶/۴۸۷/۴۸۸/۴۸۹/۴۹۰/۴۹۱/۴۹۲/۴۹۳/۴۹۴/۴۹۵/۴۹۶/۴۹۷/۴۹۸/۴۹۹/۵۰۰/۵۰۱/۵۰۲/۵۰۳/۵۰۴/۵۰۵/۵۰۶/۵۰۷/۵۰۸/۵۰۹/۵۱۰/۵۱۱/۵۱۲/۵۱۳/۵۱۴/۵۱۵/۵۱۶/۵۱۷/۵۱۸/۵۱۹/۵۲۰/۵۲۱/۵۲۲/۵۲۳/۵۲۴/۵۲۵/۵۲۶/۵۲۷/۵۲۸/۵۲۹/۵۳۰/۵۳۱/۵۳۲/۵۳۳/۵۳۴/۵۳۵/۵۳۶/۵۳۷/۵۳۸/۵۳۹/۵۴۰/۵۴۱/۵۴۲/۵۴۳/۵۴۴/۵۴۵/۵۴۶/۵۴۷/۵۴۸/۵۴۹/۵۵۰/۵۵۱/۵۵۲/۵۵۳/۵۵۴/۵۵۵/۵۵۶/۵۵۷/۵۵۸/۵۵۹/۵۶۰/۵۶۱/۵۶۲/۵۶۳/۵۶۴/۵۶۵/۵۶۶/۵۶۷/۵۶۸/۵۶۹/۵۷۰/۵۷۱/۵۷۲/۵۷۳/۵۷۴/۵۷۵/۵۷۶/۵۷۷/۵۷۸/۵۷۹/۵۸۰/۵۸۱/۵۸۲/۵۸۳/۵۸۴/۵۸۵/۵۸۶/۵۸۷/۵۸۸/۵۸۹/۵۹۰/۵۹۱/۵۹۲/۵۹۳/۵۹۴/۵۹۵/۵۹۶/۵۹۷/۵۹۸/۵۹۹/۶۰۰/۶۰۱/۶۰۲/۶۰۳/۶۰۴/۶۰۵/۶۰۶/۶۰۷/۶۰۸/۶۰۹/۶۱۰/۶۱۱/۶۱۲/۶۱۳/۶۱۴/۶۱۵/۶۱۶/۶۱۷/۶۱۸/۶۱۹/۶۲۰/۶۲۱/۶۲۲/۶۲۳/۶۲۴/۶۲۵/۶۲۶/۶۲۷/۶۲۸/۶۲۹/۶۳۰/۶۳۱/۶۳۲/۶۳۳/۶۳۴/۶۳۵/۶۳۶/۶۳۷/۶۳۸/۶۳۹/۶۴۰/۶۴۱/۶۴۲/۶۴۳/۶۴۴/۶۴۵/۶۴۶/۶۴۷/۶۴۸/۶۴۹/۶۵۰/۶۵۱/۶۵۲/۶۵۳/۶۵۴/۶۵۵/۶۵۶/۶۵۷/۶۵۸/۶۵۹/۶۶۰/۶۶۱/۶۶۲/۶۶۳/۶۶۴/۶۶۵/۶۶۶/۶۶۷/۶۶۸/۶۶۹/۶۷۰/۶۷۱/۶۷۲/۶۷۳/۶۷۴/۶۷۵/۶۷۶/۶۷۷/۶۷۸/۶۷۹/۶۸۰/۶۸۱/۶۸۲/۶۸۳/۶۸۴/۶۸۵/۶۸۶/۶۸۷/۶۸۸/۶۸۹/۶۹۰/۶۹۱/۶۹۲/۶۹۳/۶۹۴/۶۹۵/۶۹۶/۶۹۷/۶۹۸/۶۹۹/۷۰۰/۷۰۱/۷۰۲/۷۰۳/۷۰۴/۷۰۵/۷۰۶/۷۰۷/۷۰۸/۷۰۹/۷۱۰/۷۱۱/۷۱۲/۷۱۳/۷۱۴/۷۱۵/۷۱۶/۷۱۷/۷۱۸/۷۱۹/۷۲۰/۷۲۱/۷۲۲/۷۲۳/۷۲۴/۷۲۵/۷۲۶/۷۲۷/۷۲۸/۷۲۹/۷۳۰/۷۳۱/۷۳۲/۷۳۳/۷۳۴/۷۳۵/۷۳۶/۷۳۷/۷۳۸/۷۳۹/۷۴۰/۷۴۱/۷۴۲/۷۴۳/۷۴۴/۷۴۵/۷۴۶/۷۴۷/۷۴۸/۷۴۹/۷۵۰/۷۵۱/۷۵۲/۷۵۳/۷۵۴/۷۵۵/۷۵۶/۷۵۷/۷۵۸/۷۵۹/۷۶۰/۷۶۱/۷۶۲/۷۶۳/۷۶۴/۷۶۵/۷۶۶/۷۶۷/۷۶۸/۷۶۹/۷۷۰/۷۷۱/۷۷۲/۷۷۳/۷۷۴/۷۷۵/۷۷۶/۷۷۷/۷۷۸/۷۷۹/۷۸۰/۷۸۱/۷۸۲/۷۸۳/۷۸۴/۷۸۵/۷۸۶/۷۸۷/۷۸۸/۷۸۹/۷۹۰/۷۹۱/۷۹۲/۷۹۳/۷۹۴/۷۹۵/۷۹۶/۷۹۷/۷۹۸/۷۹۹/۸۰۰/۸۰۱/۸۰۲/۸۰۳/۸۰۴/۸۰۵/۸۰۶/۸۰۷/۸۰۸/۸۰۹/۸۱۰/۸۱۱/۸۱۲/۸۱۳/۸۱۴/۸۱۵/۸۱۶/۸۱۷/۸۱۸/۸۱۹/۸۲۰/۸۲۱/۸۲۲/۸۲۳/۸۲۴/۸۲۵/۸۲۶/۸۲۷/۸۲۸/۸۲۹/۸۳۰/۸۳۱/۸۳۲/۸۳۳/۸۳۴/۸۳۵/۸۳۶/۸۳۷/۸۳۸/۸۳۹/۸۴۰/۸۴۱/۸۴۲/۸۴۳/۸۴۴/۸۴۵/۸۴۶/۸۴۷/۸۴۸/۸۴۹/۸۵۰/۸۵۱/۸۵۲/۸۵۳/۸۵۴/۸۵۵/۸۵۶/۸۵۷/۸۵۸/۸۵۹/۸۶۰/۸۶۱/۸۶۲/۸۶۳/۸۶۴/۸۶۵/۸۶۶/۸۶۷/۸۶۸/۸۶۹/۸۷۰/۸۷۱/۸۷۲/۸۷۳/۸۷۴/۸۷۵/۸۷۶/۸۷۷/۸۷۸/۸۷۹/۸۸۰/۸۸۱/۸۸۲/۸۸۳/۸۸۴/۸۸۵/۸۸۶/۸۸۷/۸۸۸/۸۸۹/۸۹۰/۸۹۱/۸۹۲/۸۹۳/۸۹۴/۸۹۵/۸۹۶/۸۹۷/۸۹۸/۸۹۹/۹۰۰/۹۰۱/۹۰۲/۹۰۳/۹۰۴/۹۰۵/۹۰۶/۹۰۷/۹۰۸/۹۰۹/۹۱۰/۹۱۱/۹۱۲/۹۱۳/۹۱۴/۹۱۵/۹۱۶/۹۱۷/۹۱۸/۹۱۹/۹۲۰/۹۲۱/۹۲۲/۹۲۳/۹۲۴/۹۲۵/۹۲۶/۹۲۷/۹۲۸/۹۲۹/۹۳۰/۹۳۱/۹۳۲/۹۳۳/۹۳۴/۹۳۵/۹۳۶/۹۳۷/۹۳۸/۹۳۹/۹۴۰/۹۴۱/۹۴۲/۹۴۳/۹۴۴/۹۴۵/۹۴۶/۹۴۷/۹۴۸/۹۴۹/۹۵۰/۹۵۱/۹۵۲/۹۵۳/۹۵۴/۹۵۵/۹۵۶/۹۵۷/۹۵۸/۹۵۹/۹۶۰/۹۶۱/۹۶۲/۹۶۳/۹۶۴/۹۶۵/۹۶۶/۹۶۷/۹۶۸/۹۶۹/۹۷۰/۹۷۱/۹۷۲/۹۷۳/۹۷۴/۹۷۵/۹۷۶/۹۷۷/۹۷۸/۹۷۹/۹۸۰/۹۸۱/۹۸۲/۹۸۳/۹۸۴/۹۸۵/۹۸۶/۹۸۷/۹۸۸/۹۸۹/۹۹۰/۹۹۱/۹۹۲/۹۹۳/۹۹۴/۹۹۵/۹۹۶/۹۹۷/۹۹۸/۹۹۹/۱۰۰۰/۱۰۰۱/۱۰۰۲/۱۰۰۳/۱۰۰۴/۱۰۰۵/۱۰۰۶/۱۰۰۷/۱۰۰۸/۱۰۰۹/۱۰۱۰/۱۰۱۱/۱۰۱۲/۱۰۱۳/۱۰۱۴/۱۰۱۵/۱۰۱۶/۱۰۱۷/۱۰۱۸/۱۰۱۹/۱۰۲۰/۱۰۲۱/۱۰۲۲/۱۰۲۳/۱۰۲۴/۱۰۲۵/۱۰۲۶/۱۰۲۷/۱۰۲۸/۱۰۲۹/۱۰۳۰/۱۰۳۱/۱۰۳۲/۱۰۳۳/۱۰۳۴/۱۰۳۵/۱۰۳۶/۱۰۳۷/۱۰۳۸/۱۰۳۹/۱۰۴۰/۱۰۴۱/۱۰۴۲/۱۰۴۳/۱۰۴۴/۱۰۴۵/۱۰۴۶/۱۰۴۷/۱۰۴۸/۱۰۴۹/۱۰۵۰/۱۰۵۱/۱۰۵۲/۱۰۵۳/۱۰۵۴/۱۰۵۵/۱۰۵۶/۱۰۵۷/۱۰۵۸/۱۰۵۹/۱۰۶۰/۱۰۶۱/۱۰۶۲/۱۰۶۳/۱۰۶۴/۱۰۶۵/۱۰۶۶/۱۰۶۷/۱۰۶۸/۱۰۶۹/۱۰۷۰/۱۰۷۱/۱۰۷۲/۱۰۷۳/۱۰۷۴/۱۰۷۵/۱۰۷۶/۱۰۷۷/۱۰۷۸/۱۰۷۹/۱۰۸۰/۱۰۸۱/۱۰۸۲/۱۰۸۳/۱۰۸۴/۱۰۸۵/۱۰۸۶/۱۰۸۷/۱۰۸۸/۱۰۸۹/۱۰۹۰/۱۰۹۱/۱۰۹۲/۱۰۹۳/۱۰۹۴/۱۰۹۵/۱۰۹۶/۱۰۹۷/۱۰۹۸/۱۰۹۹/۱۱۰۰/۱۱۰۱/۱۱۰۲/۱۱۰۳/۱۱۰۴/۱۱۰۵/۱۱۰۶/۱۱۰۷/۱۱۰۸/۱۱۰۹/۱۱۱۰/۱۱۱۱/۱۱۱۲/۱۱۱۳/۱۱۱۴/۱۱۱۵/۱۱۱۶/۱۱۱۷/۱۱۱۸/۱۱۱۹/۱۱۲۰/۱۱۲۱/۱۱۲۲/۱۱۲۳/۱۱۲۴/۱۱۲۵/۱۱۲۶/۱۱۲۷/۱۱۲۸/۱۱۲۹/۱۱۳۰/۱۱۳۱/۱۱۳۲/۱۱۳۳/۱۱۳۴/۱۱۳۵/۱۱۳۶/۱۱۳۷/۱۱۳۸/۱۱۳۹/۱۱۴۰/۱۱۴۱/۱۱۴۲/۱۱۴۳/۱۱۴۴/۱۱۴۵/۱۱۴۶/۱۱۴۷/۱۱۴۸/۱۱۴۹/۱۱۵۰/۱۱۵۱/۱۱۵۲/۱۱۵۳/۱۱۵۴/۱۱۵۵/۱۱۵۶/۱۱۵۷/۱۱۵۸/۱۱۵۹/۱۱۶۰/۱۱۶۱/۱۱۶۲/۱۱۶۳/۱۱۶۴/۱۱۶۵/۱۱۶۶/۱۱۶۷/۱۱۶۸/۱۱۶۹/۱۱۷۰/۱۱۷۱/۱۱۷۲/۱۱۷۳/۱۱۷۴/۱۱۷۵/۱۱۷۶/۱۱۷۷/۱۱۷۸/۱۱۷۹/۱۱۸۰/۱۱۸۱/۱۱۸۲/۱۱۸۳/۱۱۸۴/۱۱۸۵/۱۱۸۶/۱۱۸۷/۱۱۸۸/۱۱۸۹/۱۱۹۰/۱۱۹۱/۱۱۹۲/۱۱۹۳/۱۱۹۴/۱۱۹۵/۱۱۹۶/۱۱۹۷/۱۱۹۸/۱۱۹۹/۱۲۰۰/۱۲۰۱/۱۲۰۲/۱۲۰۳/۱۲۰۴/۱۲۰۵/۱۲۰۶/۱۲۰۷/۱۲۰۸/۱۲۰۹/۱۲۱۰/۱۲۱۱/۱۲۱۲/۱۲۱۳/۱۲۱۴/۱۲۱۵/۱۲۱۶/۱۲۱۷/۱۲۱۸/۱۲۱۹/۱۲۲۰/۱۲۲۱/۱۲۲۲/۱۲۲۳/۱۲۲۴/۱۲۲۵/۱۲۲۶/۱۲۲۷/۱۲۲۸/۱۲۲۹/۱۲۳۰/۱۲۳۱/۱۲۳۲/۱۲۳۳/۱۲۳۴/۱۲۳۵/۱۲۳۶/۱۲۳۷/۱۲۳۸/۱۲۳۹/۱۲۴۰/۱۲۴۱/۱۲۴۲/۱۲۴۳/۱۲۴۴/۱۲۴۵/۱۲۴۶/۱۲۴۷/۱۲۴۸/۱۲۴۹/۱۲۵۰/۱۲۵۱/۱۲۵۲/۱۲۵۳/۱۲۵۴/۱۲۵۵/۱۲۵۶/۱۲۵۷/۱۲۵۸/۱۲۵۹/۱۲۶۰/۱۲۶۱/۱۲۶۲/۱۲۶۳/۱۲۶۴/۱۲۶۵/۱۲۶۶/۱۲۶۷/۱۲۶۸/۱۲۶۹/۱۲۷۰/۱۲۷۱/۱۲۷۲/۱۲۷۳/۱۲۷۴/۱۲۷۵/۱۲۷۶/۱۲۷۷/۱۲۷۸/۱۲۷۹/۱۲۸۰/۱۲۸۱/۱۲۸۲/۱۲۸۳/۱۲۸۴/۱۲۸۵/۱۲۸۶/۱۲۸۷/۱۲۸۸/۱۲۸۹/۱۲۹۰/۱۲۹۱/۱۲۹۲/۱۲۹۳/۱۲۹۴/۱۲۹۵/۱۲۹۶/۱۲۹۷/۱۲۹۸/۱۲۹۹/۱۳۰۰/۱۳۰۱/۱۳۰۲/۱۳۰۳/۱۳۰۴/۱۳۰۵/۱۳۰۶/۱۳۰۷/۱۳۰۸/۱۳۰۹/۱۳۱۰/۱۳۱۱/۱۳۱۲/۱۳۱۳/۱۳۱۴/۱۳۱۵/۱۳۱۶/۱۳۱۷/۱۳۱۸/۱۳۱۹/۱۳۲۰/۱۳۲۱/۱۳۲۲/۱۳۲۳/۱۳۲۴/۱۳۲۵/۱۳۲۶/۱۳۲۷/۱۳۲۸/۱۳۲۹/۱۳۳۰/۱۳۳۱/۱۳۳۲/۱۳۳۳/۱۳۳۴/۱۳۳۵/۱۳۳۶/۱۳۳۷/۱۳۳۸/۱۳۳۹/۱۳۴۰/۱۳۴۱/۱۳۴۲/۱۳۴۳/۱۳۴۴/۱۳۴۵/۱۳۴۶/۱۳۴۷/۱۳۴۸/۱۳۴۹/۱۳۵۰/۱۳۵۱/۱۳۵۲/۱۳۵۳/۱۳۵۴/۱۳۵۵/۱۳۵۶/۱۳۵۷/۱۳۵۸/۱۳۵۹/۱۳۶۰/۱۳۶۱/۱۳۶۲/۱۳۶۳/۱۳۶۴/۱۳۶۵/۱۳۶۶/۱۳۶۷/۱۳۶۸/۱۳۶۹/۱۳۷۰/۱۳۷۱/۱۳۷۲/۱۳۷۳/۱۳۷۴/۱۳۷۵/۱۳۷۶/۱۳۷۷/۱۳۷۸/۱۳۷۹/۱۳۸۰/۱۳۸۱/۱۳۸۲/۱۳۸۳/۱۳۸۴/۱۳۸۵/۱۳۸۶/۱۳۸۷/۱۳۸۸/۱۳۸۹/۱۳۹۰/۱۳۹۱/۱۳۹۲/۱۳۹۳/۱۳۹۴/۱۳۹۵/۱۳۹۶/۱۳۹۷/۱۳۹۸/۱۳۹۹/۱۴۰۰/۱۴۰۱/۱۴۰۲/۱۴۰۳/۱۴۰۴/۱۴۰۵/۱۴۰۶/۱۴۰۷/۱۴۰۸/۱۴۰۹/۱۴۱۰/۱۴۱۱/۱۴۱۲/۱۴۱۳/۱۴۱۴/۱۴۱۵/۱۴۱۶/۱۴۱۷/۱۴۱۸/۱۴۱۹/۱۴۲۰/۱۴۲۱/۱۴۲۲/۱۴۲۳/۱۴۲۴/۱۴۲۵/۱۴۲۶/۱۴۲۷/۱۴۲۸/۱۴۲۹/۱۴۳۰/۱۴۳۱/۱۴۳۲/۱۴۳۳/۱۴۳۴/۱۴۳۵/۱۴۳۶/۱۴۳۷/۱۴۳۸/۱۴۳۹/۱۴۴۰/۱۴۴۱/۱۴۴۲/۱۴۴۳/۱۴۴۴/۱۴۴۵/۱۴۴۶/۱۴۴۷/۱۴۴۸/۱۴۴۹/۱۴۵۰/۱۴۵۱/۱۴۵۲/۱۴۵۳/۱۴۵۴/۱۴۵۵/۱۴۵۶/۱۴۵۷/۱۴۵۸/۱۴۵۹/۱۴۶۰/۱۴۶۱/۱۴۶۲/۱۴۶۳/۱۴۶۴/۱۴۶۵/۱۴۶۶/۱۴۶۷/۱۴۶۸/۱۴۶۹/۱۴۷۰/۱۴۷۱/۱۴۷۲/۱۴۷۳/۱۴۷۴/۱۴۷۵/۱۴۷۶/۱۴۷۷/۱۴۷۸/۱۴۷۹/۱۴۸۰/۱۴۸۱/۱۴۸۲/۱۴۸۳/۱۴۸۴/۱۴۸۵/۱۴۸۶/۱۴۸۷/۱۴۸۸/۱۴۸۹/۱۴۹۰/۱۴۹۱/۱۴۹۲/۱۴۹۳/۱۴۹۴/۱۴۹۵/۱۴۹۶/۱۴۹۷/۱۴۹۸/۱۴۹۹/۱۵۰۰/۱۵۰۱/۱۵۰۲/۱۵۰۳/۱۵۰۴/۱۵۰۵/۱۵۰۶/۱۵۰۷/۱۵۰۸/۱۵۰۹/۱۵۱۰/۱۵۱۱/۱۵۱۲/۱۵۱۳/۱۵۱۴/۱۵۱۵/۱۵۱۶/۱۵۱۷/۱۵۱۸/۱۵۱۹/۱۵۲۰/۱۵۲۱/۱۵۲۲/۱۵۲۳/۱۵۲۴/۱۵۲۵/۱۵۲۶/۱۵۲۷/۱۵۲۸/۱۵۲۹/۱۵۳۰/۱۵۳۱/۱۵۳۲/۱۵۳۳/۱۵۳۴/۱۵۳۵/۱۵۳۶/۱۵۳۷/۱۵۳۸/۱۵۳۹/۱۵۴۰/۱۵۴۱/۱۵۴۲/۱۵۴۳/۱۵۴۴/۱۵۴۵/۱۵۴۶/۱۵۴۷/۱۵۴۸/۱۵۴۹/۱۵۵۰/۱۵۵۱/۱۵۵۲/۱۵۵۳/۱۵۵۴/۱۵۵۵/۱۵۵۶/۱۵۵۷/۱۵۵۸/۱۵۵۹/۱۵۶۰/۱۵۶۱/۱۵۶۲/۱۵۶۳/۱۵۶۴/۱۵۶۵/۱۵۶۶/۱۵۶۷/۱۵۶۸/۱۵۶۹/۱۵۷۰/۱۵۷۱/۱۵۷۲/۱۵۷۳/۱۵۷۴/۱۵۷۵/۱۵۷۶/۱۵۷۷/۱۵۷۸/۱۵۷۹/۱۵۸۰/۱۵۸۱/۱۵۸۲/۱۵۸۳/۱۵۸۴/۱۵۸۵/۱۵۸۶/۱۵۸۷/۱۵۸۸/۱۵۸۹/۱۵۹۰/۱۵۹۱/۱۵۹۲/۱۵۹۳/۱۵۹۴/۱۵۹۵/۱۵۹۶/۱۵۹۷/۱۵۹۸/۱۵۹۹/۱۶۰۰/۱۶۰۱/۱۶۰۲/۱۶۰۳/۱۶۰۴/۱۶۰۵/۱۶۰۶/۱۶۰۷/۱۶۰۸/۱۶۰۹/۱۶۱۰/۱۶۱۱/۱۶۱۲/۱۶۱۳/۱۶۱۴/۱۶۱۵/۱۶۱۶/۱۶۱۷/۱۶۱۸/۱۶۱۹/۱۶۲۰/۱۶۲۱/۱۶۲۲/۱

اور ہر ایک فریق دوسرے کو مقتدر دیکھنا گوارہ نہ کرتا تھا اس کے بعد ابن زبیر کے لڑکے عروہ کی عباس سے ملاقات ہوئی تو اس نے شان سے کہا: ابن عباس آپ کے رب نے جھوٹے مختار کو غارت کر دیا اور اس کا سر آگیا ہے ابن عباس نے طنز سے کہا: ابھی ایک گھنٹی پہلے ہمارے لئے باقی ہے اشارہ عبدالملک بن مروان کی طرف ہے جو دشمن میں خلیفہ تھا، اگر تم اس کو بار کرلو تو بس تم ہی تم ہو گئے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابن عباس کی موجودگی میں جب کسی نے مختار کا ذکر کیا تو انھوں نے یہ دعویٰ صلی علیہ السلام الکاتبونؑ

اپنی مختصر دُشمندگی کے زمانہ میں وہ بظاہر ابن الحنفیہ کا وفادار رہا ان کی ذات میں تحریک کامرکزِ نقل اور اپنی کامیابیوں کا محور تھا وہ بے ضرر نہ تھے کیونکہ سیاست سے انھوں نے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی، اس نے امام ہمدی، دہی بن دعی اور ربیع کے بعد بہترین لشکر کے لڑکے کے رعب دار اور اچھوتے اعقاب دے کر ان کے ذریعہ ابن الحنفیہ کا دل موہ لیا اور شیعوں کی وفاداری پر ہر عقیدت لگا دی۔ اپنی سیاسی و خانگی پابندی کے لئے ان کی خوشنوی اس کو اتنی عزیز تھی کہ ایک موقع پر جب اس کو معلوم ہوا کہ ابن الحنفیہ نے کہا کہ مختار اہل بیت کا دوست بنتا ہے حالانکہ ان کے قاتل اور دشمن اس کی خدمت میں ہیں اور شہر میں بے خطر کاروبار کرتے ہیں تو وہ شیعوں کی عقیدت مندی کو بڑھا رکھنے کے لئے گر جا: میرے اوپر کھانا پینا حرام ہے اگر قاتلین حسین میں سے کسی کو زمین پر زندہ رہنے دوں اور بڑی سرگرمی سے قاتلین حسین کی ہم شروع کر دی، اس کو اپنا وہ سنگین عہد نامہ توڑنے میں بھی تامل نہ ہوا جس کے ذریعے اس نے عمر کو ان جان و مال دہی تھی اس کے خیال میں ابن الحنفیہ کو خوش رکھنے اور اپنی وفاداری میں بہن کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اس شخص کا سر کاٹ لیا جائے جس کے ہاتھ میں جنگ کر بلا کی کمان اعلیٰ تھی اور وہ سعد بن ابی وقاص کے عاصی جڑے عمر کے عہد کا سرانامہ لیا گیا اور ان کے لڑکے حفص کا بھی، یہ دونوں سر ہمدی بن ہمدی کی خدمت میں بھیجے گئے اور ذیل کا خط جو اس کی انتقامی ہم کے بارے میں تھا اُسے ہمدی اللہ نے مجھے آپ کے دشمنوں پر بلائے بیڑیاں

بنکر بھیجا ہے وہ یا تو مارے گئے یا گرفتار ہیں یا گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کے قاتلوں کو قتل کیا اور آپ کی خدمت کرنے والوں کو نصرت دی عمر بن سعد اور اس کے لشکے کا سر آپ کی خدمت میں بھیجا ہوں اہل بیت کے قتل کرنے یا ان سے لڑنے والوں میں سے جو چاہا ہے ہاتھ آیا ہم مار چکے ہیں اور جو بچ گئے ہیں وہ بھی ضرور ہمارے قبضہ میں آکر رہیں گے میں اس وقت تک ان کا بھیجا نہیں چھوڑوں گا جب تک مجھے پورا اطمینان نہ ہو جائے کہ روئے زمین پر ان میں سے کوئی متنفس باقی نہیں رہا۔ اے ہندی آپ اپنی صوابدید سے مجھے مطلع کیجئے گا میں اس پر عمل کر دوں گا۔
 عمر اور اس کے لشکے حفص کے سر کے علاوہ عبید اللہ بن زیاد (جس کے حکم سے جنگ کرنا لڑی گئی تھی) کا سر بھی مختار نے ابن الحنفیہ کی خدمت میں بھیجا۔ ابن زیاد نے عبدالملک کے حکم سے کو ذر چڑھائی کی تھی اور مختار کی فوجوں سے جن کی کمان ابن اشتر کے ہاتھ میں تھی لڑتا ہوا رمضان ۳۷ھ میں مارا گیا تھا، جنگ کر بلا کے مجرموں میں شمر بن ذی جوشن صفت اول میں تھا، مختار کے جو شبیلے دستوں نے اس کا کھوج بھی لگا لیا وہ لڑتا ہوا بصرہ کے قریب مارا گیا، اس کا سر بھی ابن الحنفیہ کو بھیج دیا گیا۔

ابن الحنفیہ سے اس کی ڈبلو میٹک دفا داری کی چند مزید مثالیں ملتی ہیں اسے اگر چہ کو ذی حکومت اہل بیت کی خلافت کی تحریک سے حاصل تھی اور شیعوں کے سامنے ابن زبیر کی دفا داری یا طرف داری کا کبھی نام بھی نہیں لیا تاہم کامیابی کے ابتدائی ایام میں مخفی طور پر وہ ابن زبیر سے اپنی دفا داری اور دوستی کا اظہار کرتا تھا۔ ابن مطیع کو نکالنے کے بعد اس نے ابن زبیر کو ایک خط لکھا جس میں ابن مطیع پر عبدالملک سے ساز باز کرنے کا الزام لگا کر کہا کہ میں نے آپ کے خیر اندیش کے طور پر کو ذر قبضہ کر لیا ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ابن زبیر کو ذی عراق کی حکومت اس کو دے دے ہم پہلے بڑھ چکے ہیں کہ مختار نے ابن زبیر کی بیعت اس شرط پر لی تھی کہ خلیفہ ہونے پر وہ سب سے بڑا منصب اس کو دے گا اور یہ منصب غالباً کو ذی عراق کی گورنری تھی اس سلسلہ میں مزید

بصیرت فخر دار ابن زبیر کے تعلقات کے ذیل میں حاصل ہوگی، ابن زبیر نے اس کی وفاداری کا امتحان لینے کے لئے اپنی طرف سے کو فکا ایک گورنر نامزد کر کے بھیجا لیکن فخر نے ایک چال چل کر جس کا مفصل ذکر ابن زبیر کے ساتھ اس کے تعلقات کے ضمن میں آئے گا، اس کو دفع کیا کچھ عرصہ بعد شامی فوج میں ابن زبیر کی قیادت میں عازم عراق ہوئے تو اس کو فکر ہوئی کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے نامزد گورنر کو دفع کرنے کی بادشاہ میں ابن زبیر اس کو سزا دینے بھرہ یا مدینہ کی طرف سے کوئی فوج بھیج دے اور اس کو دو موذروں پر لڑنا پڑے اس وقت ابن زبیر کے خطرہ کی وجہ سے پوزیشن بھی کمزور تھی اور فخر اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا چنانچہ اس نے لکھا مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبدالملک نے مجاز پر چڑھائی کر دی ہے اگر آپ پسند کریں تو میں فوج بھیج کر آپ کی مدد کر دوں۔ ابن زبیر نے جواب میں لکھا: اگر تم میرے وفادار و مطیع ہو تو میں اس بات کو ناپسند نہیں کروں گا کہ تم میرے ملک میں اپنا لشکر بھیج دو شہر طیکہ تم اپنے شہر کے لوگوں سے میری بیعت لے لو، جب اس بیعت کی اطلاع مجھے مل جائے گی تب ہی میں تم کو سچا سمجھوں گا اور تمہارے ملک پر فوج کشی سے باز رہوں گا تم وہ لشکر بہت جلد بھیج جس کو تم بھیجنا چاہتے ہو اور اس کو ابن مروان (عبدالملک) سے مقابلہ کے لئے وادی القرئی جانے کا حکم دو جہاں وہ فروکش ہے۔

فخر نے ایک عسکری اسکیم تیار کی جو اگر کامیاب ہو جاتی تو اس کے بڑے دور رس نتائج پونے اس نے اپنے ایک معتبر سہمہ داری شعیبہ بن حصیل بن درس کی قیادت میں تین ہزار کا لشکر جس میں سترہ سات سو فوج کے سب ہوائی تھے وادی القرئی بھیجنے کی بجائے جہاں شامی فوجیں حملہ کی تیار کر دی تھیں سمندینہ روانہ کیا، اس کا مقصد جیسا کہ بعض مورخوں نے اشارہ کیا ہے خود مجاز پر قبضہ کر کے شامی فوج کا مقابلہ کرنا تھا اس کی اسکیم یہ تھی کہ مدینہ پر قبضہ کر کے اور وہاں اپنا ایک نامیدہ مقرر کر کے فاتح لشکر مزید رسد اور سہیلیوں کے ساتھ ملک کا محاصرہ کرنے بھیجے گا ابن زبیر کو اس کی عبادیوں کا تعجب تھا وہ اسکیم کو تیار کرتے اس کا کامیابی سے مقابلہ کیا اس کی تفصیلات فخر دار ابن زبیر کے تعلقات کے ذیل میں آئیں گی، فخر کا لشکر بادی ہوا، لکڑ مارا گیا چھوٹی سی ایک جمعیت تباہی کی خبر دینے کو ذرا ہی فخر نے یہ فوج جمعیت وقت جیسا کہ ظاہر ہے شہر میں بڑھا کر لکھا کہ ابن زبیر کو شکست دینے اور ابن زبیر کو قتل کرنے کے بعد بھی فخر ابن زبیر کی قیادت میں فوجیں کو دفع کرنے اور دوسرا مجاز فخر کے لئے روانہ کیا یہ طبعی ۱۳۳۴ھ / ۱۳۳۵ھ / ۱۳۳۶ھ